www.rahimia.org

شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ

رحیمیہ

لاہور

بانی: حضرت اقدس مولانا **شاہ سعید احمد** رائے پوری قدّس اللّٰہُ سِرّہٗ السّعید مسند نشین رابع خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

مدیرِ اعلیٰ: حضرت اقدس مولانا مفتی **عبدالخالق آزاد** رائے پوری جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ

جولائی 2023ء / ذوالحجہ، محرم الحرام ۴۵-۱۴۴۴ھ • جلد نمبر 15، شمارہ نمبر 7 • قیمت: 30 روپے • سالانہ ممبرشپ: 350 روپے

مجلسِ ادارت

سرپرست: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن

صدر: مفتی عبدالمتین نعمانی

مدیر: محمد عباس شاد

ترتیبِ مضامین

- ظلم کے خلاف جدوجہد نہ کرنے والے ذلت میں مبتلا ہوتے ہیں
- یومِ عاشورہ اور آزادی کی اہمیت
- حضرت حکیم بن حِزام قرشی اسدی رضی اللہ عنہٗ
- سیاست میں طاقت کے راج کا نوآبادیاتی تسلسل
- مختلف اوقات اور حالات کی دعائیں (2)
- پلان بی بجٹ 24-2023ء
- سعودی ایرانی اتحاد اور امریکی اضطرار
- قرآن حکیم کی اصطلاح ''معیشت'' کا مفہوم اور اس کے دائرہ ہائے کار
- قرآن حکیم کی تعبیر ''معیشۃً ضَنکًا'' کا حقیقی مفہوم
- ملکی معاشی نظام کا دیوالیہ پن اور بے حسی کی حالت
- پاکستان میں معاشی غلامی کا پھیلتا ہوا دائرہ
- حضرت مولانا دین محمد وفائیؒ
- ایک سفر رحیمیہ کے نام
- حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ
- دینی مسائل

ارشادِ گرامی

حضرت اقدس مولانا **شاہ عبدالقادر** رائے پوری قدس سرہ
مسند نشینِ ثانی
خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

حضرت والاؒ نے فرمایا:

''عشقِ (الٰہی) ہی انسان کا آداب (زندگی بسر کرنے کے انفرادی اور اجتماعی طریقوں) میں اُستاد ہے۔ ایک پنجابی شاعر نے کہا ہے کہ عشق انسان کو وہاں تک پہنچا دیتا ہے، جہاں انسان (دلی یکسوئی کے بغیر) ویسے نہیں پہنچ سکتا''۔

(مجلس میں موجود) کسی نے (حضرت والاؒ سے) پوچھا کہ: (انسان میں اپنے ربّ سے) عشق کیسے پیدا ہوتا ہے؟

فرمایا:

''ذکرِ الٰہی (کے اہتمام) اور (شعور و اخلاص کے حامل) نیکوں کی صحبت (اختیار کرنے) سے حسبِ استعداد، عشق و محبت پیدا ہوتی ہے''۔

(۱۳؍رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ/10؍جولائی 1949ء، بروز: اتوار۔ مقام: رائے پور)

(ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص: 395، طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور)

رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
0092-42-36307714,36369089-www.rahimia.org
Email: info@rahimia.org

رحیمیہ کا انگلش ایڈیشن ہماری ویب سائٹ پر پڑھا جا سکتا ہے۔

ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

www.rahimia.org

تفسیر: شیخ التفسیر مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

ظلم کے خلاف جدوجہد نہ کرنے والے ذلت میں مبتلا ہوتے ہیں

گزشتہ آیات (91 تا 93) میں یہ حقیقت واضح کی گئی تھی کہ یہودیوں کا تورات و انجیل کی تعلیمات پر ایمان کا دعویٰ علمی طور پر اس لیے غلط ہے کہ انھوں نے ان دونوں کتابوں کی تعلیمات کو پسِ پُشت ڈال دیا۔ انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے احکامات کی صریحاً خلاف ورزی کی اور اُس پر پختہ دل سے ایمان نہیں لائے۔

ان آیات (94 تا 96) میں یہودیوں کے دعوے کے غلط ہونے کی عملی دلیل پیش کی جارہی ہے۔ الٰہی تعلیمات پر عمل کرنے والے لوگ آخرت میں کامیابی کے نظریے سے عمل کرتے ہیں۔ جو لوگ دنیا میں اپنے سچے فکر و عمل کو خالصتاً اللہ کے لیے کرتے ہیں، اور اس کا نتیجہ آخرت میں حاصل کرنے پر یقین رکھتے ہیں، وہ کبھی موت سے نہیں ڈرتے۔ ان آیات میں کہا گیا ہے کہ اگر واقعی تم تورات و انجیل پر پختہ ایمان رکھتے ہو، تو اپنی موجودہ پستی اور ذِلت کی حالت سے نکلنے کے لیے دشمنوں کے خلاف جہاد کر کے موت کو گلے لگاؤ۔

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ (کہہ دے کہ اگر ہے تمھارے واسطے آخرت کا گھر اللہ کے ہاں تنہا سوا اَور لوگوں کے): یہود اپنے ایمان کے دعوے کی بنیاد پر کہا کرتے تھے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ نے صرف ہمارے لیے ہی جنت رکھی ہے۔ الٰہی تعلیمات کے حامل جب دین کی جامع تعلیمات پر پورے طور پر عمل نہیں کرتے تو ایسے ہی جھوٹے سچے دعوے کر کے اپنے لیے جنت ثابت کرتے ہیں۔ اللہ پاک نے اُن کے اس دعوے کی قلعی کھولتے ہوئے فرمایا:

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ: (تو تم مرنے کی آرزو کرو اگر تم سچ کہتے ہو) یہاں موت کی تمنا کرنے سے مراد دینی تعلیمات کے مطابق جدوجہد کا راستہ اختیار کرنے کا حکم دیا جارہا ہے۔ یعنی اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو تو آج تم جس ذلت اور رُسوائی کی زندگی بسر کر رہے ہو، اور مخالفوں کی غلامی کرنے پر مجبور ہو تو اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرو اور اللہ کے راستے میں لڑتے ہوئے موت قبول کر لو اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اس لیے کہ جب کوئی آدمی اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہے تو اس کے لیے موت قبول کرنا آسان ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ انسانیت دُشمنوں سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا اور حق کے غلبے کے لیے موت قبول کرنا نہیں چاہتا تو گویا اسے اپنے دین کی حقانیت پر پختہ ایمان اور یقین نہیں ہے۔ اگلی آیت میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے:

وَ لَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ (اور وہ ہرگز آرزو نہ کریں گے موت کی کبھی' بہ سبب ان گناہوں کے کہ بھیج چکے ہیں ان کے ہاتھ): وہ کبھی بھی اپنے خدا اور انسانیت دشمن اعمال کے سبب موت کا ایسا راستہ ہرگز اختیار نہیں کریں گے۔ وہ اپنے فکر و عمل میں تورات کی تعلیمات پر عملی کوتاہیوں اور بداعمالیوں کو خوب جانتے ہیں۔ انھوں نے اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی کی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیے ہوئے معاہدے توڑے ہیں، انبیا علیہم السلام کو قتل کیا ہے، دین کی تعلیمات کو اپنی ذاتی برتری اور گروہی مفادات کے لیے استعمال کیا ہے۔ وہ اپنی ان بداعمالیوں کے نتائج سے بہ خوبی آگاہ ہیں۔ اس لیے وہ کبھی بھی جدوجہد کا راستہ اختیار کر کے موت کی تمنا نہیں کریں گے، بلکہ دین فروشی سے انھوں نے جو دولت کمائی ہے، اس سے زیادہ سے زیادہ اس دنیا میں عیاشی کرنا چاہیں گے۔ انھوں نے دنیا کی چند روزہ زندگی کی لذتوں اور خواہشوں کو آخرت کی زندگی پر ترجیح دی ہوئی ہے۔ حقیقت میں وہ بہت ظالم ہیں۔

وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ (اور اللہ خوب جانتا ہے گناہ گاروں کو): اللہ تعالیٰ ان ظالموں کے ظلم و ستم اور خرابیوں کو اچھی طرح جانتا ہے کہ کیسے انھوں نے دین کی تعلیمات کو پسِ پُشت ڈالتے ہوئے پہلے خود اپنے بنی اسرائیلی بھائیوں کو دشمنوں کے ہاتھوں گرفتار کروایا، پھر کیسے انھیں رہا کرانے کے لیے ''فدیہ'' کے نام پر پیسے جمع کیے۔ انھوں نے کیسے انسانیت کا خون بہایا اور دینی اجتماعیت کے بنیادی عُمرانی معاہدات کی خلاف ورزی کی۔ جیسا کہ اس سورت کی گزشتہ آیات 84 و 85 میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

وَ لَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ (اور تُو دیکھے گا ان کو سب لوگوں سے زیادہ حریص زندگی پر اور زیادہ حریص مشرکوں سے بھی): یہودی' موسوی تعلیمات پر عمل کے دعوے دار ہیں، حال آں کہ ہر ایک انسان جو اُن کے عملی کردار کا بہ خوبی مشاہدہ کرے تو اُسے وِجدانی طور پر اچھی طرح محسوس ہو جائے گا کہ یہود اور مشرکین تمام انسانیت سے زیادہ اس دنیا میں رہنے کے حریص اور لالچی ہیں۔

يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ (چاہتا ہے ایک ایک ان میں کا کہ عمر پاوے ہزار برس): ان کی حالت تو یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہیں ہے جو یہ نہ چاہتا ہو کہ کاش اُس کی عمر ہزار سال ہو جائے، تا کہ وہ خوب عیاشیاں کریں اور دوسرے انسانوں کی توہین و تذلیل کر کے اپنی جاہ پرستی اور مفاد پرستی کی تسکین کرتے رہیں۔

وَ مَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ (اور نہیں اس کو بچانے والا عذاب سے اس قدر جینا، اور اللہ دیکھتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں): اُن کا لمبی عمر پالینا اللہ کے عذاب سے انھیں ہرگز نہیں بچا سکتا۔ اس لیے کہ انھوں نے جس قدر جرائم کیے ہیں، اللہ اور اُس کے رسول کے احکامات کی خلاف ورزی کی ہے، انسانیت کو ستایا ہے، ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں خوب جانتا ہے۔ یہ لوگ ضرور اُس کی گرفت میں آئیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب تعلیماتِ الٰہیہ پر ایمان کا دعویٰ کرنے والی کسی بھی جماعت میں حق کے نظام کو غالب کرنے کا نظریہ نہ رہے، ان میں بزدلی اور کاہلی کا مرض پھیل جائے، وہ فرقہ وارانہ گروہیّتوں میں مبتلا ہو جائے اور ہر ایک فرقہ اپنے آپ کو حق پر سمجھ کر جنت کا مستحق اور دوسرے فرقے کو جہنم کا مستحق سمجھنے لگے تو انھیں دنیا اور آخرت کی ذلت سے کوئی نجات نہیں دلا سکتا۔ اُن کا ایمانی دعویٰ جھوٹا ہوتا ہے۔ اس طرح کے غلط نظریات رکھنے والے اور بدعملی کا شکار لوگ ظالموں اور غاصبوں کے خلاف جدوجہد اور کوشش نہیں کرتے اور دوسروں کی غلامی میں سیاسی اور معاشی ذلت میں مبتلا رہتے ہیں۔

www.rahimia.org

از: مولانا ڈاکٹر محمد ناصر، جھنگ

یومِ عاشورہ اور آزادی کی اہمیت

عَنْ ابن عبّاسٍؓ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ، وَ الْيَهُوْدُ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَسَأَلَهُمْ، فَقَالُوْا: هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ ظَهَرَ فِيْهِ مُوْسٰى عَلٰى فِرْعَوْنَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ”نَحْنُ أَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْهُمْ فَصُوْمُوْهُ“.

(الجامع الصّحيح للبُخاری، حديث: 4737)

(حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودی عاشورہ (دسویں محرم) کا روزہ رکھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ اس دن موسیٰ علیہ السلام نے فرعون پر غلبہ پایا تھا۔ آپؐ نے اس پر فرمایا کہ: ”پھر ہم ان کے مقابلے میں موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ حق دار ہیں۔ مسلمانو! تم لوگ بھی اس دن روزہ رکھو“۔)

زیرِغور حدیث مبارک میں یومِ عاشورہ کے روزے کی فضیلت بیان کرنے کے ساتھ نبی ﷺ نے ایک اَور اہم بات کی طرف توجہ دِلائی، وہ یہ کہ بنی اسرائیل یومِ عاشورہ کو فرعون کی غلامی سے نجات کو بہ طورِ عید مناتے تھے اور شکرانے کا روزہ رکھتے تھے، جس پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حقیقی وارث تو مَیں ہوں، لہٰذا اُن کو آزادی کی نعمت ملنے پر مَیں زیادہ حق دار ہوں کہ ربّ کے حضور اس پر شکر بجالاؤں۔

قوموں کی زندگی میں غلامی ہمیشہ بدترین لعنت قرار پائی ہے اور قوموں کی آزادی انبیائے کرام علیہم السلام کا ایک اہم مشن رہا ہے۔ قصصِ قرآن میں ایک اہم قصہ بنی اسرائیل کے اس دور کا ہے، جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دور کے فرعون سے بنی اسرائیل کو آزادی دِلوائی تھی۔ نبوت ملنے کے بعد فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ”بنی اسرائیل کو (آزاد کرکے) میرے ساتھ بھیج دو“۔ (7-الاعراف:105) یہی ذمہ داری رسول اکرم ﷺ کی بھی تھی۔ چناں چہ رسول اللہ کی مختلف خصوصیات ذکر کرتے ہوئے قرآن حکیم بیان کرتا ہے کہ: ”نبیؐ اپنی قوم پر پڑی ہوئی غلامی کی زنجیروں کو اُتارنے والے ہیں“۔ (7-الاعراف:105) نبی اکرمؐ کی جدوجہد اسی اُصول پر استوار رہی۔ نہ صرف عرب قوم، بلکہ پوری دنیا کی آزادی کے لیے رسولِ اکرمؐ نے رہنما اُصول متعین کیے اور عملی مثالیں قائم کیں۔

قرآن حکیم اور سیرتِ طیبہ کی روشنی میں ہمیں اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ ہماری قوم یا دنیا کی اقوام آج حقیقی آزادی سے کیوں محروم ہیں؟ وہ کس قسم کی غلامی کا شکار ہیں اور انھیں ان غلامی کی زنجیروں سے کیسے نجات دِلائی جاسکتی ہے۔ فرائض کی ادائیگی کے بعد سب سے اہم فریضہ قومی آزادی کا حصول ہوتا ہے، ورنہ غلامی کی وَجہ سے بہت سے شرعی اور دینی اعمال پر انسان عمل نہیں کرپاتا، یا وہ بے سود اور بے نتیجہ رہتے ہیں۔ تمام انبیا علیہم السلام نے غلامی سے نجات حاصل کرنے اور حقیقی آزادی کے حصول کی جدوجہد کی ہے۔

مولانا قاضی محمد یوسف، حسن ابدال

حضرت حکیم بن حِزام قرشی اسدی رضی اللہ عنہٗ

حضرت حکیم بن حِزام قرشی اسدی رضی اللہ عنہٗ کی کنیت ”ابو خالد مکی“ ہے۔ فاختہ بنت زہیر آپؓ کی والدہ اور اُم المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپؓ کی پھوپھی ہیں۔ آپؓ حضرت زبیر بن عوامؓ کے چچازاد بھائی تھے۔ آپؓ مکہ کے مشہور ”واقعہ فیل“ سے تیرہ سال پہلے کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔

حضرت حکیم بن حزامؓ رسول اللہ ﷺ سے شدید محبت رکھتے تھے۔ آپؓ فتح مکہ کے موقع پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور غزوۂ حُنین میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شرکت کی اور آپؐ نے اس موقع پر حضرت حکیمؓ کو 100 اونٹ دیے۔ انھوں نے مزید مطالبہ کیا تو آپؐ نے مزید عطا فرمائے، انھوں نے پھر مطالبہ کیا تو پھر آپؐ نے فرمایا کہ: ”یہ مال بہ ظاہر شیریں ہے، جس نے اسے سخاوتِ نفس (دل کی سخاوت) سے لیا، اس میں برکت ہوگی اور جس نے اسے اِشرافِ نفس (نفس کے لالچ) سے لیا تو اس میں برکت نہ ہوگی، اور وہ شخص اس طرح ہوگا کہ کھائے گا، لیکن سیر نہیں ہوگا“۔

اس پر حضرت حکیمؓ نے فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی، جس نے آپؐ کو نبیٔ برحق مبعوث فرمایا، میں آپؐ کے بعد کسی کے احسان کو قبول نہیں کروں گا“۔ پھر انھوں نے آپؐ کے بعد کسی کے احسان کو قبول نہ کیا اور نہ ہی دورِ صدیقی و فاروقی میں کوئی وظیفہ قبول کیا۔ اس کے باوجود آپؓ صاحبِ ثروت لوگوں میں شامل رہے۔

حضرت حکیم بن حزامؓ بڑے سخی اور عقل مند تھے۔ آپؓ کے حق میں نبی کریمؐ نے دعا کی تھی کہ: ”اے اللہ! تُو اس کے ساز و سامان میں برکت ڈال“۔ جب بنو ہاشم اور بنوعبدالمطلب پر شعب ابی طالب میں خرید و فروخت اور باہمی نکاح کرنے پر پابندی تھی، آپؓ شام سے آنے والے تجارتی قافلے سے ملتے اور ان سے پورے کا پورا مال خرید لیتے، پھر اسے اونٹوں کی پُشت پر لاد کر کھانا و کپڑا آپ ﷺ کے اعزاز میں پہنچاتے تھے۔ حضرت حکیم بن حزامؓ یہ کام حضور ﷺ اور اپنی پھوپھی حضرت خدیجہؓ کی تکریم کی خاطر کرتے۔ آپؓ نے ہی حضرت زید بن حارثہؓ کو خریدا تھا اور آپؓ سے حضرت خدیجہؓ نے خرید کر آپ ﷺ کو ہدیہ کیا اور آپؐ نے ان کو آزاد کردیا۔

آپؓ انسانی و قومی زندگی کے معاملات کے ماہر ترین صاحب الرائے (درست رائے رکھنے والے) لوگوں میں سے تھے۔ آپؓ زمانۂ جاہلیت اور پھر زمانۂ اسلام دونوں میں قریش کے اَشراف اور ذی وجاہت لوگوں میں سے رہے ہیں۔ آپؓ نے جس قدر زمانۂ جاہلیت میں نیک کام کیے، اسی قدر اسلام میں بھی کیے۔ ایک دفعہ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ: کیا اسلام لانے سے قبل کیے جانے والے نیک کام اسلام لانے کے بعد بھی نفع بخش ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ: ”ان کا ہی فائدہ ہوا کہ تم مسلمان ہوگئے ہو“۔ آپؓ نے ۵۴ ہجری میں 120 سال کی عمر میں وفات پائی۔

(تاریخ ابن کثیر ج4 ص406، اسد الغابہ، طبری، الخصائص الکبریٰ)

www.rahimia.org

سیاست میں طاقت کے راج کا نوآبادیاتی تسلسل

اگر ہم اپنی ماضی قریب کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہندوستان پر فرنگی استعمار کے قبضے اور اس کے دورِ حکومت کا ایک بھیانک نقشہ ہمارے سامنے آتا ہے، جس میں اس نے اس خطے کی دولت کو بے دریغ لوٹا، مزدوروں اور کسانوں پر ناروا ٹیکس لگائے۔ ہندوستان میں سفاک انگریزوں کے دور میں آنے والے پے در پے قحطوں کی وَجہ ان کی معاشی پالیسیاں تھیں۔ ایک اندازے کے مطابق دوسری جنگِ عظیم کے دوران بنگال میں آنے والے قحط سمیت جس میں 30 سے 50 لاکھ کے قریب لوگ مارے گئے تھے، ایسٹ انڈیا کمپنی اور بعد میں برطانیہ کی براہِ راست حکومت کے دوران پڑنے والے قحطوں میں مجموعی طور پر 3 کروڑ کے لگ بھگ ہندوستانی اپنی جانیں گنوا بیٹھے۔

اس فرنگی ظالم حکومت نے یہاں تحریکِ آزادی کو دبانے کے لیے 1919ء میں ''رولٹ ایکٹ'' جیسا بدنامِ زمانہ قانون نافذ کیا، جس میں آزادی کی جدوجہد کرنے والوں کو ''دہشت گرد'' قرار دیا گیا اور ''دہشت گردی'' کے مرتکب افراد سے اپیل کا حق بھی چھین لیا گیا۔ اس قانون میں حکومت کو اجازت تھی کہ جس پر شک بھی ہو، اُسے بغیر کسی وارنٹ کے گرفتار کرلیا جائے اور کسی پیشگی اطلاع اور وارنٹ کے بغیر بھی اس کے گھر کی تلاشی لی جاسکتی تھی۔ اور اگر حکومت چاہے تو گرفتار شخص کو ایک سال تک بغیر مقدمہ چلائے جیل میں رکھ سکتی تھی۔ انگریز سامراج کے نزدیک ہر وہ فرد ''دہشت گرد'' تھا، جو ملک کی آزادی اور انگریز حکومت کے خلاف جدوجہد کرتا پایا جائے۔

ایسے افراد کے خلاف تجویز کیا گیا کہ ان کے مقدمات کی سماعت بند کمرے میں ہو۔ اس طرح کے مقدمات کے لیے خصوصی عدالتیں قائم کی گئیں اور ان خصوصی عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف اپیل کا حق بھی نہیں دیا گیا تھا اور رہائی کے بعد دو سال کے لیے نیک چلنی کا سرٹیفکیٹ اور کسی کی ضمانت داخل کرنا ضروری تھا۔ ایسے قوانین کے ذریعے لوگوں کے بنیادی حقوق معطل کر دیے گئے اور جبر و تشدد کے ذریعے حکومتی اختیارات استعمال کر کے لوگوں کو خاموش کر دیا گیا۔ تقریباً سارا استعماری عہدِ حکومت ایسے ہی قوانین اور بِلوں سے عبارت تھا، جن میں اپنے جمہوری حقوق مانگنے والوں کو اپنی گماشتہ عدالتوں سے جیلوں اور جلاوطنیوں کی سزائیں دلوائی گئیں۔ اپنے من پسند الیکشن رولز بنا کر اپنے ٹوڈی اُمیدواروں کو منتخب کروانے کی کوششیں کی جاتی رہیں۔

اس خطے کی آزادی کی تحریکوں میں قربانیوں کے نتیجے میں لوگ آزادی کے خواب دیکھنے لگے کہ جس میں ان کی آزادانہ رائے سے چنے گئے حکمران ہوں گے اور اس آزاد ملک میں ان کی معاشی خوش حالی پر ڈاکہ مارنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ ان کے سماجی حقوق کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا اور وہ آزاد فضا میں سانس لیتے ہوئے اپنا قومی اور جمہوری سفر جاری رکھیں گے اور اپنے وطن کی مٹی سے غلامی کا بوجھ اُتر جانے کے بعد محبت کرسکیں گے۔

لیکن آج ہم اپنے اس آزاد ملک میں کیا دیکھ رہے ہیں کہ کل تک ہمیں انگریز لوٹ کر دولت باہر لے جا رہا تھا اور آج ہمارے اپنے حکمران قومی دولت لوٹ لوٹ کر بیرون ملک منتقل کر رہے ہیں۔ ہمارے سول اور عسکری بیوروکریٹس ریٹائرمنٹ کے بعد یورپ کی راہ لیتے ہیں۔ وہ اپنے بچوں کا مستقبل اپنے ملک میں محفوظ سمجھنے کے بجائے ان کا روشن مستقبل بیرونی دنیا میں دیکھتے ہیں۔ کل تک ہمارے لوگ آزادی کی جنگ لڑ کر بیرونی حکمرانوں کو یہاں سے نکل جانے پر مجبور کر رہے تھے۔ دھرتی اور وسائل کو قوم کے لیے آزاد کروا رہے تھے۔ اور آج ہمارے حکمرانوں کی نیتا گیری دیکھیے کہ وہ وسائل گروی رکھ کر معاشی غلامی کے اسباب فراہم کر رہے ہیں۔ حکومتیں اتنی جابر اور سفاک آتی ہیں کہ وہ رولٹ ایکٹ سے بھی بدترین سلوک کے ذریعے انسانی حقوق کو معطل کیے دیتی ہیں۔ نام نہاد جمہوری دور میں سیاسی مخالفین پر بدترین تشدد روا رکھا جاتا ہے۔

آزادی کے بعد آج پچھلے پچھتر سال کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو ہمارے ملک کے سیاسی میدان میں عجیب تماشے ہو رہے ہیں کہ طاقت کے بل بوتے پر پہلے پارٹیاں بنائی جاتی ہیں اور ''الیکٹ ایبلز'' جہاز بھر بھر کر کسی پارٹی میں شامل کیے جاتے ہیں۔ پھر ذاتی پسند ناپسند کی بنیاد پر وہی پارٹیاں توڑی جاتی ہیں اور کوئی خفیہ ہاتھ بازو مروڑ کر کسی نئی نویلی پارٹی میں شامل ہونے پر مجبور کرتا ہے۔ عوام میں مقبول جماعتوں کو تتر بتر کر کے ان کے مقابلے میں 'کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا' جمع کیا جاتا ہے اور اُس سے ''قصرِ جمہوریت'' تعمیر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

پارٹیوں کو عوامی بنیادوں پر بننے کے مواقع ختم کرنا، طاقت کے گملوں میں انھیں تیار کرنا اور پھر انھیں بالجبر توڑ کر منتشر کرنا، خوف زدہ اور بکھرے ہوئے مایوس ''الیکٹ ایبلز'' کو جمع کر کے نئی ''قیادت'' قوم کے سر پر مسلط کرنا، ہمارے طاقت ور حلقوں اور بین الاقوامی سامراج کا 100 سالہ پرانا کھیل ہے۔ پاکستان میں اس سامراجی کھیل سے عوام کا کچھ لینا دینا نہیں۔ یہاں جمہوریت کی تباہی کے ذمہ دار وہ طاقت ور طبقے اور غیرملکی آلہ کار ہیں، جن کے پاس دولت، وسائل اور اختیارات ہیں۔ یہ طبقے جمہوریت کی بیل کو مَنڈھے چڑھنے ہی نہیں دیتے۔ عوام صرف ووٹ ڈال سکتے ہیں، لیکن وہ ووٹ گننے والوں کے محتاج ہیں کہ وہ بیلٹ باکس میں سے کس طرح کے فیصلے نکالتے ہیں۔

موجودہ صورتِ حال میں ایک طرف گیارہ جماعتی حکمران اتحاد سابق حکمران جماعت کو مفلوج اور کمزور کرنا چاہتا ہے اور دوسری طرف جمہوریت کے داعی یہ سب سیاسی گروہ سابق حکمران پارٹی کے ارکان کے خلاف دباؤ اور غیر آئینی ہتھکنڈوں کے استعمال سے اپنے مینڈیٹ کی جیت ظاہر کرنا چاہ رہے ہیں۔ اس نظام میں کوئی جمہوریت، آئین اور قانون کی بقا کی جنگ نہیں لڑ رہا۔ سب اپنے اپنے مفادات کا کھیل کھیل رہے ہیں۔ اس ماحول میں اگر ملک میں انتخابات ہو بھی جاتے ہیں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس ملک میں انتخابات کے ذریعے جمہوریت کے نام پر نوآبادیاتی دور کے مسلط نظام کو چلانے کے لیے افراد فراہم کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ (مدیر)

www.rahimia.org

افکارِ شاہ ولی اللہؒ

مترجم: مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

مختلف اوقات اور حالات کی دعائیں 2

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ "حُجّةُ اللّٰهِ البالِغه" میں فرماتے ہیں:

(سفر میں کسی جگہ قیام کرنے کی دعا)

سفر کے دوران جب کسی جگہ قیام کرے تو یہ دعائیں پڑھے:

(1) "أعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰه التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ". (مشکوٰۃ:2422) (میں اللہ کے کامل کلمات کے ذریعے ہر اُس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کیا، پناہ چاہتا ہوں)۔

(2) "يَا أَرضُ ! رَبِّى وَ رَبُّكِ اللّٰهُ ! أعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ، وَ مِنْ شَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ وَ شَرِّ مَا يَدِبُّ عَلَيْكِ، وَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ أَسَدٍ وَ أَسْوَدَ، وَ مِنَ الْحَيَّةِ و الْعَقْرَبِ، وَ مِنْ شَرِّ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَ مِن وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ". (مشکوٰۃ: 2439) (اے زمین! میرا اور تیرا ربّ اللہ ہے۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں تیرے شر سے، جو کچھ تجھ میں ہے اس کے شر سے، جو تجھ میں پیدا کیا گیا ہے اس کے شر سے اور جو تیری سطح پر چل رہی ہے، اس کے شر سے۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیر سے، اژدہے سے، سانپ سے، بچھو سے اور شہر میں رہنے والوں کے شر سے اور شیطان اور اس کی اولاد کے شر سے۔)

(سفر میں صبح کے وقت کی دعا)

جب سفر میں صبح کا وقت داخل ہو تو یہ دعا پڑھے:

"سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ، وَ حُسْنِ بَلائِهِ عَلَيْنَا، رَبَّنَا ! صَاحِبْنَا، وَ أَفْضِلْ عَلَيْنَا، عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ". (رواه مسلم، مشكاة، حديث: 2424) (سننے والے نے سن لیا کہ ہم نے اللہ کی حمد بیان کی، اس کی نعمتیں ہم پر اچھی ہیں، اے ہمارے ربّ! تُو سفر میں ہمارے ساتھ رہنا، اور ہم پر اپنا فضل و کرم فرمانا، ہم جہنم سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔)

(سفر سے واپسی کی دعا)

جب سفر سے واپس لوٹے تو زمین کے ہر بلند مقام پر تین دفعہ "اللہ اکبر" کہے اور پھر یہ دعا پڑھے: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كلِّ شَىءٍ قَدِيرٌ، آئبونَ، تَائِبُونَ، عَابِدُونَ، سَاجِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ، وَ نَصَرَ عَبْدَهُ، و هَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ". (متفق عليه، مشكاة: 2425) (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہی حکمران ہے، اور اسی کے لیے حمد و ثنا ہے، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ (ہم) واپس لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، سجدہ کرنے والے، اپنے ربّ کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی نصرت اور مدد فرمائی اور اس اکیلے نے تمام لشکروں کو شکست دی۔)

(کافروں پر بددُعا کے الفاظ)

(1) "اللّٰهُمَّ ! مُنْزِلَ الْكِتَابِ، سَرِيعَ الْحِسَابِ، اللّٰهُمَّ ! اهْزِمِ الأحزابَ، اللّٰهُمَّ ! أهْزِمْهُمْ وَ زَلْزِلْهُمْ". (متّفق عليه، مشكاة، حديث: 2426) (اے اللہ! کتاب اُتارنے والے، جلد حساب لینے والے، اے اللہ! لشکروں کو شکست دے دے، اے اللہ! انھیں خوب شکست دے اور انھیں ہلا کر رکھ دے۔)

(2) "اللّٰهُمَّ ! إِنَّا نَجْعَلُكَ فِى نُحُورِهِمْ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ". (رواه أحمد و أبوداوُد، مشكاة، حديث: 2441) (اے اللہ! ہم اُن کے مقابلے میں تجھے کرتے ہیں، اور ان کے شرور و فتن سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔)

(3) "اللّٰهُمَّ ! أَنْتَ عَضُدِى وَ نَصِيرِى، بِكَ أَحُولُ، وَ بِكَ أَصُولُ، وَبِكَ أُقَاتِلُ". (رواه التّرمذى و أبو داوُد، مشكاة، حديث: 2440) (اے اللہ! تُو ہی میرا بازو ہے، تُو ہی میرا مددگار ہے۔ میں تیری ہی توفیق سے دشمن کی چالوں کو ردّ کرتا ہوں۔ تیری ہی مدد سے (دشمن پر) حملہ کرتا ہوں اور تیری توفیق و نصرت سے قتال کرتا ہوں۔)

(کسی کا مہمان بننے پر دعا)

جب کسی قوم کا مہمان بنے تو انھیں یہ دعا دے:

"اللّٰهُمَّ ! بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ، واغْفِرْ لَهُمْ، وَ ارْحَمْهُمْ". (رواه مسلم مشكاة، حديث: 2427) (اے اللہ! تُو نے جو کچھ انھیں عطا کیا ہے، اس میں برکت فرما، ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحم فرما۔)

(چاند دیکھنے کی دعا)

جب نئے مہینے کا چاند دیکھے تو یہ دعا پڑھے:

"اللّٰهُمَّ ! أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، رَبِّى وَرَبُّكَ اللّٰه". (رواه التّرمذى، مشكاة، حديث: 2428) (اے اللہ! تُو اسے امن و ایمان اور سلامتی و اسلام کے ساتھ ہم پر طلوع فرما، (اے چاند!) میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔)

(کسی انسان کو مرض میں مبتلا دیکھنے کی دعا)

کسی مصیبت میں مبتلا انسان کو دیکھنے پر یہ دعا پڑھے:

"الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِى عَافَانِى مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِى عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا". (رواه التّرمذى و ابن ماجة، مشكاة، حديث: 2429) (ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے اس چیز سے عافیت دی، جس میں تجھے مبتلا کیا ہے، اور اس نے مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر بہت زیادہ فضیلت دی۔)

(باب الأذكار و ما يتعلّق بها)

www.rahimia.org

محمد کاشف شریف ، اسلام آباد

پلان بی بجٹ 2023-24ء

''آئی ایم ایف ہمیں سری لنکا بنانا چاہتا ہے اور اس کے پیچھے عالمی سیاست کارفرما ہے''۔ یہ بات وزیرِخزانہ نے آئی ایم ایف کی جانب سے بجٹ مسترد کرنے کی خبر پر کہی اور کچھ ہی لمحوں بعد اس امید کا اظہار کیا کہ آئی ایم ایف مان جائے گا۔ آئی ایم ایف نے کیا ہمیں سری لنکا بنانا ہے؟ اس کے لیے ہمیں کسی کی معاونت نہیں چاہیے۔ وزیرِخزانہ صاحب بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ: ''ہم دیوالیہ نہیں ہوں گے''۔ معلوم نہیں یہ فخر وہ کہاں سے لاتے ہیں؟ کیوں کہ پاکستان کے معاشی اعشاریے تو سری لنکا سے بھی خراب ہوچکے، لیکن ہم نے ڈیفالٹ نہیں کیا۔

بجٹ تقریر کے بعد میڈیا سے بات کرتے ہوئے وزیرِخزانہ صاحب نے آئی ایم ایف کے انکار کی صورت میں 'پلان بی' کا عندیہ بھی دیا ہے، جس کے تحت بیرونی قرض دہندگان سے قرض اور اس کے سود کی دیر سے واپسی کی بابت بات چیت کا آغاز کیا جارہا ہے، جسے قرضوں کی ''ری شیڈولنگ'' کہا جاتا ہے اور اس میں سرِفہرست ملک چین ہے۔ چین دنیا کا سب سے بڑا قرض دہندہ ہے اور وہ اب تک قریباً 850 ارب ڈالر کا قرض دنیا کے مختلف ممالک کو دے چکا ہے۔ کورونا کے بعد پوری دنیا قرضوں کی واپسی پر آسانیوں کا تقاضا کررہی ہے۔ اگر پاکستان اپنے مقصد میں کامیاب ہوجاتا ہے تو گویا پوری دنیا میں موجود چینی مقروض ملکوں کو اپنا اپنا قرض سہل کروانے کا موقع مل جائے گا، جو یقیناً چین نہیں چاہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ 'چین' پاکستان کو قرض میں سہولت کے حوالے سے اتنی لفٹ نہیں کروارہا۔ وزیرِخزانہ صاحب کا پلان بی درست سمت میں ہے، لیکن یہ ایک مشکل کام ہوگا۔

دوسرا، بجٹ دستاویز کے مطابق پاکستان دیگر عالمی کمرشل بینکوں سے بھی قرض لینے کی کوشش کرے گا۔ پاکستان کی کریڈٹ ریٹنگ منفی ہونے کی وجہ سے اس کے قرض کے ملنے کے امکانات بہت کم ہیں۔ دوسری طرف صکوک بانڈز جاری کرنے کے حوالے سے بھی تخمینہ موجود ہے۔ حیرت ہے کہ عالمی سطح پر آئی ایم ایف سمیت دیگر مالیاتی اداروں اور سرمایہ کاروں کے سرمائے کو خطرے میں ڈالنے کے باوجود وزیرِخزانہ صاحب کے اعتماد کی وجہ کیا ہے؟ اور کون ان سے یہ صکوک بانڈز خریدے گا؟ گمان ہے کہ اپنے پچھلے دور کی طرح اس بار بھی بھاری شرح سود پر یہ بانڈز موصوف کی فرنٹ کمپنیاں ہی خریدیں گی۔ اس سے ڈیفالٹ کا منترہ بھی چند دنوں کے لیے تھمے گا اور پاکستان کے پاس بات چیت کی گنجائش رہے گی۔

پلان بی کا ایک اَور پہلو شرح سود میں تدریجاً کمی بھی ہے۔ آمدہ سال مہنگائی کی شرح میں کمی کے ساتھ شرح سود میں کمی حکومت کو کم از کم مقامی سطح پر 10 سے 20 کھرب روپے تک کی سہولت دے سکے گی، لیکن دیوالیہ سے نہیں بچا سکے گی۔

گزشتہ ایک سال ہماری تاریخ کا تباہ کن سال تھا۔ اب ہمارا حال سری لنکا سے بھی بُرا ہوچکا ہے۔ یہاں ٹیکسز کی بھرمار ہے اور سمگلنگ عروج پر ہے۔ جو ٹیکس چور ہے، وہ خوش حال اور آزاد ہے۔ ڈالر کی صورت میں قیمتی زرِمبادلہ بھی ذخیرہ اندوزی اور سمگلنگ کی نذر ہورہا ہے۔ اسی سال کے دوران افغانستان کے زرِمبادلہ دس ارب ڈالر سے تجاوز کرگئے اور وجہ پاکستان سے ڈالروں کی سمگلنگ بتائی جاتی ہے۔ آئے دن حکومت اس سمگلنگ کو جڑ سے اُکھاڑنے کے عزم کا اعادہ کرتے ہوئے نظر آتی ہے، لیکن یہ صورتِ حال جوں کی توں ہے۔ ایران سے ایندھن کی سمگلنگ جیسی سرگرمیاں پاکستانی معیشت اور روپے پر مستقل بوجھ کی طرح ہیں، جو ہماری کمر سیدھی نہیں ہونے دے رہیں۔

دوسری جانب ایسے اُمور جو ہمارے کنٹرول میں ہیں، ان میں محدود وقتی اپروچ تباہ کن ہے۔ ایسے میں ہمارے معاشی منتظمین معمولی سی بھی کوشش کرتے ہوئے نظر نہیں آرہے۔ چناں چہ رئیل سٹیٹ کے شعبے سے متعلق مزید مراعات کا اعلان کیا گیا ہے اور ہمیشہ کی طرح حکومت کے آخری سال میں ایمنیسٹی سکیم کا اجرا کردیا گیا ہے۔ اب ڈالر کی ذخیرہ اندوزی کرنے والے کو اس گناہ سے نجات دے دی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ کسی بھی طرح وہ ذخیرہ اندوز چھپائے ہوئے ڈالر پراپرٹی میں لگائیں اور ٹیکس پائیں۔ اس کے علاوہ بینکوں سے سود اور سٹاک ایکسچینج کے سٹے میں پیسہ لگائیں اور دیگر شعبوں سے کم ٹیکس ادا کریں۔ ایسے میں کون ہے جو پیداواری شعبوں میں سرمایہ کاری کرے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ 15 مہینوں میں بھائی لوگوں نے کافی لمبے ہاتھ مارے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دیوالیہ ہونے کے خطرے کو بھی خاطر میں نہیں لایا جارہا اور ایک محدود طبقے کو مراعات دی جارہی ہیں۔ یہ موقع تھا کہ پیداواری معیشت کی طرف رغبت پیدا کی جاتی اور مندرجہ بالا سیکٹرز کے پھیلاؤ کو کم کرنے کی کوشش کی جاتی اور ٹیکس نیٹ کو بڑھایا جاتا، لیکن دکان دار طبقے اور زراعت وغیرہ کو ٹیکس کے سسٹم میں نہیں لایا گیا۔ پوچھنے پر کہا جاتا ہے کہ تاجر نہیں مانتے اور احتجاج کرتے ہیں۔ لگتا تو یوں ہے کہ دل نہیں مانتا، کیوں کہ حالیہ سیاسی واقعات اس بات کی دلیل ہیں کہ جب ریاست منوانے پر آئے تو سب کچھ منوالیتی ہے، یہ معاشی حوالے سے لوگوں کو ٹیکس نیٹ میں لانا کیا مسئلہ ہے؟! اور یہ سمگلنگ کی روک تھام کیا چیلنج ہے؟! دراصل جنھوں نے منوانا ہے، دوسری جانب وہی ہیں، اس لیے معاملہ رفع دفع کردیا جاتا ہے۔

مزید یہ کہ وہ پیداواری شعبہ جس کا تعلق پاکستان کی مقتدرہ سے ہے، یعنی بجلی گھر اور کھاد فیکٹریاں، اسے آئی ایم ایف کی مخالفت کے باوجود خوب سبسڈی دی گئی ہے۔ اس کے بدلے میں قرضوں کا ایک نیا بھنڈار ہے، جو قوم پر لادنے کا سوچ لیا گیا ہے۔ ایسا ہی چلتا رہا تو دو سالوں میں بجٹ محض سود ادا کرنے تک ہی محدود ہوجائے گا۔

بجٹ کے مطابق آمدہ سال حکومت 198 کھرب روپے خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس مقصد کے لیے خود حکومتی اندازے کے مطابق قریباً 120 کھرب روپے کا ناممکن ٹارگٹ، ٹیکس سمیت دیگر مدّات میں وصول کیے جاسکیں گے اور باقی رقم اندرونی اور بیرونی قرضوں اور امداد پر مشتمل ہوگی۔ بقیہ صفحہ: 12 پر

www.rahimia.org

مرزا محمد رمضان، راولپنڈی

سعودی ایرانی اتحاد اور امریکی اضطرار

امریکی حکمتِ عملی کے تحت مشرقِ وسطیٰ میں مستقل جنگی ماحول تشکیل دیا گیا، جسے برقرار رکھنے کے لیے ایران اور سعودی عرب کے درمیاں تنازعات اُبھارے گئے، جن میں یمن، شام، فلسطین، اُردن، عراق، لیبیا، تیونس اور افغانستان وغیرہ شامل ہیں۔ ان تنازعات میں شدت برقرار رکھنے کے لیے تسلسل کے ساتھ ایندھن جھونکا جاتا تھا۔ دونوں ملکوں کے آلہ کاروں کو اسلحہ فراہم کیا جاتا تھا۔ داعش اور القاعدہ جیسی تنظیمیں کھڑی کر کے خطے میں خوف و ہراس کو پروان چڑھایا گیا۔ مشرقِ وسطیٰ کا سب سے قدیم تنازعہ فلسطین ہے۔ خطے میں آگ اور خون کا کھیل فلسطین کی سرزمین پر اسرائیل کے قیام سے شروع ہوا۔ اسرائیل کی مالیاتی مدد اور فلسطینیوں کا قتلِ عام سب کا تعلق اسی حکمتِ عملی سے رہا ہے۔

دنیا میں طاقت کے نئے مرکز کے قیام سے صورتِ حال تبدیل ہونا شروع ہوگئی ہے۔ پُرانے مرکز کے پردھان منتری خاصے پریشان اور بے چین دکھائی دیتے ہیں۔ خطے پر اُن کی گرفت کمزور اور ڈھیلی پڑنے سے اُن کی بے قراری اور اضطراری کیفیت بڑھنا شروع ہوچکی ہے۔ یہی وَجہ ہے کہ گزشتہ تین ماہ کے دوران امریکیوں کے سعودی عرب میں لگاتار تین دورے ہوچکے ہیں، جس میں امریکا کی سب سے بڑی ایجنسی سی آئی اے، چیف سیکورٹی ایڈوائزر اور امریکی وزیرِ خارجہ کے دورے شامل ہیں۔ محسوس ہوتا ہے کہ سعودی حکمران اس دباؤ کا اندازہ کر چکے تھے، جو اُن پر پڑنے والا تھا۔ یہی وَجہ ہے کہ متوقع صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے سعودی حکمران ہر پہلو سے تیار نظر آ رہے ہیں اور ان کا مردانہ وار مقابلہ بھی کر رہے ہیں۔

امریکی صدر جو بائیڈن نے جولائی 2022ء میں مشرقِ وسطیٰ کا دورہ کیا تھا، جس کے دوران اسرائیل، فلسطین اور سعودی عرب بھی پہنچے تھے۔ سعودی عرب میں قیام کے دوران دیگر عرب حکمرانوں کے ساتھ بھی ملاقات ہوئی۔ امریکی صدر کا حکمرانوں سے تقاضا تھا کہ تیل کی قیمتیں اور مقدار کو امریکی خواہش کے مطابق تیل کی عالمی منڈی میں فراہم کیا جائے۔ محمد بن سلمان نے جواباً کہا کہ تیل کی قیمتوں اور مقدار کے بارے میں فیصلہ ہم اکیلے نہیں کر سکتے، کیوں کہ ایسے تمام فیصلہ جات تیل پیدا کرنے والے ممالک کی تنظیم ''اوپیک'' کرتی ہے۔ امریکی صدر اس خلافِ توقع جواب کے صدمے سے ابھی جاں بر بھی نہیں ہوئے تھے کہ امریکی مقتدرہ پر ایک اَور تابڑتوڑ حملہ ہوگیا۔ چین کی کئی ماہ پر مشتمل سفارت کاری کے نتیجے میں 10/ مارچ 2023ء کو سعودی حکمرانوں نے امریکی عمل دخل کے بغیر ایران کے ساتھ تعلقات بحال کر لیے۔ ان پے در پے حملوں نے امریکی بوکھلاہٹ کو انتہا تک پہنچا دیا۔ پوری اسٹیبلشمنٹ چکرا کر رہ گئی۔

ان کی بدحواسی اور جھنجھلاہٹ کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ امریکی انٹیلی جینس ایجنسی کے چیف ولیئم بل برنز (William Bill Burns) 8/ اپریل 2023ء کو بغیر کسی شیڈول دورے کے سعودی عرب پہنچ جاتے ہیں، حال آں کہ عالمی سطح پر ملکوں کے مابین تعلقات کے تقاضے کے تحت آنے جانے کا ایک خاص طریقۂ کار واضح ہے، جسے درخورِ اعتنا نہ سمجھتے ہوئے سی آئی اے چیف ریاض پہنچ جاتا ہے اور محمد بن سلمان سے ملاقات کا خواہش مند ہوتا ہے۔ اپنی سراسیمگی اور بدحواسی کا اظہار کرتے ہوئے محمد بن سلمان سے کہتا ہے کہ جناب! آپ نے ہمیں اعتماد میں لیے بغیر ایران کے ساتھ تعلقات بحال کر لیے ہیں۔ سی آئی اے انٹیلی جینس چیف سعودی حکمرانوں کے جواب سے مطمئن نہ ہونے پر واپس چلا جاتا ہے۔

اس کے بعد مزید غور و فکر کرنے کے نتیجے میں اگلا لائحۂ عمل طے کرتے ہیں۔ چناں چہ چیف سیکورٹی ایڈوائزر جیک سولیوان (Jake Sullivan) کو اپنی ٹیم کے ہمراہ 7/ مئی 2023ء کو ریاض روانہ کیا جاتا ہے۔ محمد بن سلمان سے ملاقات کر کے شکریہ ادا کرتا ہے کہ اس نے 15 ماہ سے جاری طویل یمن جاری جنگ کو ختم کروا کر خطے میں امن قائم کیا اور سوڈان میں پھنسے ہوئے امریکی شہریوں کو واگزار کروا کر امریکیوں کی بھرپور مدد کی۔ (وائٹ ہاؤس 7/ مئی 2023ء) امریکی مقتدرہ نے محسوس کیا کہ اگرچہ ہم نے سعودی حکمران پر اپنا مسلسل دباؤ بڑھایا ہوا ہے، لیکن مطلوبہ ہدف حاصل ہوتا دکھائی نہیں دیتا۔ چناں چہ اپنی کوششوں کو مزید مؤثر کرنے کے لیے وزیرِ خارجہ انٹونی بلنکن (Antony Blinken) کی سربراہی میں ایک اَور وفد 7، 8 اور 9/ جون 2023ء کو تین روزہ دورے پر سعودی عرب روانہ کیا جاتا ہے۔ (الجزیرہ 7/ جون 2013ء)

امریکا کے تمام اقدامات کارگر ہوتے نظر نہیں آ رہے۔ حقیقت میں امریکیوں کا مزاج مغرور اور گھمنڈی بن چکا ہے۔ ستر اسّی سال سے تحکمانہ طرز نے انھیں متکبر بنا دیا ہے۔ ویسے بھی حکمرانوں کو نافرمان لوگ اچھے نہیں لگتے۔ انھیں مطیع و فرماں بردار لوگ پسند ہوتے ہیں۔ انھوں نے اپنے غلبے کے عہد میں کئی نافرمان لوگوں کو موت کے گھاٹ اُتارا تھا۔ امریکیوں کی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ خود سعودی ولی عہد اس پاداش کی سزا کاٹ چکا ہے۔ اگرچہ شاہانہ طرزِ زندگی نے اسے بے باک اور بہادر تو بنا دیا ہے، لیکن موت کو قریب سے دیکھ کر وہ اَور بھی نڈر ہو چکا ہے۔ دوسری اہم بات گزشتہ سو سال کی سیاسی زندگی نے انھیں کافی سمجھ دار بنا دیا ہے۔ وہ عالمی سیاست کے داؤ پیچ سے بہ خوبی آگاہ ہیں۔

انٹونی بلنکن سے ملاقات کے بعد محمد بن سلمان کا فون پر پیوٹن سے رابطہ ہوا۔ اس نے محمد بن سلمان کو معاملات سلجھانے پر خوب سراہا ہے۔ استاد اور سپورٹ کرنے والے کے سراہنے پر بندہ ویسے ہی آسمان کی بلندیوں پر پہنچ جاتا ہے۔ پھر خاص طور پر امریکیوں کے ساتھ معاملات طے کرنا اَور بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ پانی اب پُلوں کے اوپر سے گزر چکا ہے۔ علاقائی طاقتوں نے امریکی وفد کے اثرات کو زائل کرنے کے لیے اگلے ہی روز یعنی 11/ جون 2023ء کو چین کی سربراہی میں سعودی عرب میں ایک کاروباری کانفرنس کا انعقاد کر کے امریکیوں کے تمام اثرات کی اچھی طرح صفائی کر دی ہے۔ مزید یہ کہ فلسطینی صدر محمود عباس 13 تا 14 جون کو 2 روزہ دورے پر چین جا رہا ہے۔ یہ ہے بدلتا ہوا عالمی منظرنامہ!

www.rahimia.org

رپورٹ: سیّد نفیس مبارک ہمدانی، لاہور

قرآن حکیم کی اصطلاح ''معیشت'' کا مفہوم اور اس کے دائرہ ہائے کار

16/ جون 2023ء کو حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزادرائے پوری مدظلہٗ نے ادارہ رحیمیہ لاہور خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

''معزز دوستو! کتابِ مقدس قرآن حکیم انسانی زندگی کے جملہ پہلوؤں کے حوالے سے ہماری رہنمائی کرتی ہے، انسانی زندگی جن دائروں میں مختلف مراحل طے کرتی ہے ان میں ایک اہم ترین دائرہ کسی فرد، ملک، قوم کی معیشت کا ہوتا ہے۔ اس کرہ ارض پر انسان جب زندگی بسر کرتا ہے، اسے اپنی زندگی گزارنے کے لیے وسائل معاش کی ضرورت ہوتی ہے۔ کھانا، پینا، پہننا، اوڑھنا، گرمی سردی سے بچاؤ اس کی بنیادی ضروریات اور احتیاجات ہیں۔ پھر انسانی زندگی کے گزران کا دائرہ صرف اس کرۂ ارض یا اس دنیا تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس نے موت کے بعد عالم برزخ میں ایک طویل زندگی گزارنی ہے، وہاں بھی اسے عالم مثال میں موجود تمام وسائل کی ضرورت ہے جو دنیا کی زندگی گزارنے کے لیے لازمی اور ضروری ہیں۔ اور ایک تیسرا مرحلہ انسان کے سفر کا میدانِ حشر کا ہے، پھر وہاں سے جنت یا جہنم کی زندگی کا سفر شروع ہونا ہے۔

قرآن حکیم جب بھی ''معیشت'' کا لفظ استعمال کرتا ہے تو اس سے زندگی گزارنے کے تمام دائرے پیشِ نظر ہوتے ہیں۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ معیشت کے دائرے کا تعلق صرف دنیا تک محدود ہے، یا آج کی جدید اصطلاح میں اس دنیا کی زندگی کو بھی کئی شعبوں میں سیاست، معیشت (وسائلِ معاش اور انسانی احتیاجات کی تسکین) کے عنوانات میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ یہ تقسیم صرف علمی طور پر سمجھنے اور سمجھانے کے تناظر میں ہے، ورنہ حقیقت میں ''معیشت'' سے مراد انسان کی پوری دُنیوی واُخروی زندگی ہے۔

اللہ پاک نے ہمیں جہاں تک علم دیا ہے اس کے مطابق انسانی زندگی کے تین ہی دائرے ہیں: دنیا کا دائرہ، برزخ یا قبر کا دائرہ اور یا حشر اور اس کے بعد جنت اور دوزخ کا دائرہ۔ انسان کو وہ اعمال، نظامِ حیات، فکر و عمل اور وہ سیاست و معیشت اختیار کرنی چاہیے جو اس زندگی کے تمام مراحل میں اس کی ترقی کا باعث ہو اس کے لیے خوشی اور مسرت کا باعث بنے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے ایک آدمی کا 'آج' اور 'کل' ہے، 'پرسوں' ہے۔ انسان 'آج' کی فکر کرے، 'کل' کی فکر نہ کرے، چھ مہینے کی فکر کرے، سال کی فکر اس کی نظروں سے غائب ہو، دو چار سال کی منصوبہ بندی کرے اور اس کے بعد کی کوئی منصوبہ بندی نہ کرے۔ اس آدمی کو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس نے زندگی گزارنے کا صحیح اور درست سلیقہ اور شعور حاصل کر لیا۔ کامیاب انسان وہ ہے کہ جو ایسا نظامِ زندگی استوار کرے جس سے نہ صرف اس کی زندگی کے پچاس ساٹھ سال آرام و سکون اور اطمینان کے ساتھ گزریں بلکہ اس کے بعد آنے والے لوگ بھی بھوک و افلاس کا شکار نہ ہوں، وہ دنیا و آخرت میں ترقیات کی منازل بھی طے کریں، خوش حالی کی زندگی بسر کریں''۔

قرآن حکیم کی تعبیر ''معیشۃً ضنکًا'' کا حقیقی مفہوم

حضرت آزادرائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

''ایک سچا مسلمان وہ ہے جو دنیا اور آخرت کی ایک طویل مدت کی منصوبہ بندی پر یقین رکھتا ہے۔ ''مؤمن'' ایمان سے ہے، اذعان اور یقین سے ہے۔ اس کے سامنے انبیا علیہم السلام کی تعلیمات اور کتابِ مقدس قرآن حکیم کے اصول اور ضابطوں کی روشنی میں ایسا مکمل نظام ہوتا ہے، وہ اس کے مطابق منصوبہ بندی کرتا ہے۔ اجتماعی طاقت اور قوت کے ساتھ اپنے اعمال کی تہذیب اس تناظر میں کرتا ہے کہ ان تمام مراحل میں وہ کامیاب ہو۔ انبیا علیہم السلام اور ان کے سچے وارثین بالخصوص امام الانبیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کل انسانیت کی کامیابی کا نظریہ رکھتے ہیں۔ وہ پوری انسانیت کو زندگی کے ان تینوں مراحل میں کامیاب بنانے کے لیے منصوبہ بندی کرتے ہیں، لوگوں کو ایک نظامِ زندگی کا سلیقہ اور شعور عطا کرتے ہیں، حکمت اور سنت (طریقۂ کار) متعین کرتے ہیں کہ کس طرح انسان کی زندگی اس دنیا، قبر اور آخرت کے مختلف مراحل میں کامیاب و کامران ہوگی، آپؐ اس کا ایک مکمل نقشہ اور ایک روڈ میپ دیتے ہیں۔

یہ وہ بنیادی قرآنی حکم ہے جو اللہ رحمٰن کی طرف سے جبرائیل امین نبی اکرم ﷺ پر لائے اور آپؐ کے ذریعے سے پوری اُمت میں منتقل ہوا۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کہا ہے: ''وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِكۡرِىۡ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيۡشَةً ضَنۡكًا'' (20-طٰہٰ: 124)؛ میرا ذکر، میری یادداشت، میرا قانون، میرا نظامِ زندگی۔ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ جس نے میرے ذکر سے منہ موڑا، انسانی زندگی کے تینوں دائروں میں نظامِ معیشت سے جس نے اعراض اور رُوگردانی کی، ہم اس کی معیشت (زندگی کے تمام مراحل) تنگ کر دیں گے۔ وہ بھینگا ہو گیا، اسے صحیح بات سمجھ نہیں آتی۔ حقائق دیکھ تو رہا ہے، لیکن ان سے منہ موڑ لیتا ہے۔ آدمی نے کسی بات پر عمل نہ کرنا ہو تو کہتا ہے کہ مجھے صحیح طریقے سے نظر نہیں آ رہا، وہ دیکھنا نہیں چاہتا، مفاد پرست ہے، اس پر عمل نہیں کرنا چاہتا۔

دوسری آیت میں فرمایا: ''وَمَنۡ يَّعۡشُ عَنۡ ذِكۡرِ الرَّحۡمٰنِ ... الخ'' (43-زخرف: 36)، جس نے رحمٰن کے ذکر سے اعراض کیا، اس کے نتیجے میں ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں۔ وہ اس کا ساتھی اور قرین بن جاتا ہے۔ ہر وقت اس کے اوپر مسلط رہتا۔ اس کو اس نظامِ زندگی کے بنیادی اساسی امور پر عمل کرنے سے روکتا رہتا ہے۔ اللہ کے ذکر (قرآن حکیم) سے اعراض اور اس سے نگاہیں چرانے کی نحوست یہ پڑتی ہے اُس انسان، اس خاندان، اس قوم، اس ملک، اس ریاست پر اور اس انسانی عالمی اجتماع پر اس درجے کے شیاطین مسلط ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر وہ کھلی آنکھوں سے ایک مؤمن کی طرح اللہ کے نظامِ زندگی پر یقین رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو ان کا قرین (ساتھی) بنا دیتے ہیں، جو اُسے اچھے مشورے دیتا ہے، جس کے نتیجے میں ہر گزرتے لمحے کے ساتھ زندگی ہموار طریقے سے آگے بڑھتی ہے، چاہے وہ فرد ہو، معاشرہ ہو یا بین الاقوامی سوسائٹی ہو''۔

www.rahimia.org

ملکی معاشی نظام کا دیوالیہ پن اور بے حسی کی حالت

حضرت آزادرائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

’’آج ان قرآنی تعلیمات کے تناظر میں اپنا جائزہ لیجیے! ملک کے اندر پیدائش دولت کا عمل نہیں ہو رہا، تخلیقی کام نہیں ہو رہا، ایکسپورٹ نہیں ہو رہی، جس کے نتیجے میں ملک کا پیش کیا جانے والا بجٹ ’’معیشۃً ضنکا‘‘ (21-طٰہٰ:124) (تنگ معیشت) کا شاہکار ہے۔ ساڑھے چودہ ہزار کھرب روپے کا بجٹ پیش ہوا ہے جس میں سے نصف کے قریب رقم (7303 کھرب روپے) قرضوں اور سود کی مد میں مختص کی گئی ہے، باقی جو نصف ہے اسے پورا کرنے کے لیے پیسے نہیں ہیں۔ صرف ایک ڈیڑھ کھرب آپ کے پاس ہے اور خرچے آپ کے 6887 کھرب کے ہیں، تو وہ کہاں سے پورے ہوں گے؟ ملک میں پیداواری عمل نہیں ہے۔ تو پھر ملکی بینکوں سے قرضہ پکڑو، باہر کے ملکوں سے قرضے لو، یعنی جس نے تمھیں غلام بنا رکھا ہے وہ تمھیں قرض در قرض دے کر مزید غلامی میں جکڑتا جا رہا ہے۔

اب آپ کی گردن مروڑی گئی کہ ایکسپورٹ بند کرو، پیدائش دولت کا عمل بند کرواور ملک چلانے کے لیے قرضہ لو اور قرضہ بھی ہماری شرائط پر لو۔ اخبارات میں بڑی موٹی سرخی ہے: آپ کا وزیر خزانہ کہتا ہے کہ: ’’آئی ایم ایف یہ چاہتا ہے کہ ہمیں سری لنکا کے طور پر ڈیفالٹ کروائے اور پھر ہماری شرائط کے مطابق قرضوں کا پھندا ہمارے گلے میں ڈالا جائے‘‘۔ تمھاری حالت یہ ہے کہ اپنے ذاتی اور طبقاتی خرچے پورے کرتے ہوئے عیاشیاں کر رہے ہو۔ آئی ایم ایف نے ایک معقول شرط دی کہ یہ جتنے بڑے بڑے لوگ ہیں ان کے اوپر ٹیکس لگاؤ تو آج وزیر خزانہ صاحب اسمبلی میں کھڑے ہو کر کہہ رہے ہیں کہ ٹیکس چھوٹ کسے دینی ہے کسے نہیں دینی یہ ہم جانتے ہیں اور یہ ہمارے ملک کا داخلی مسئلہ ہے، قرضوں کی صورت میں دوسروں سے بھیک مانگ کر اپنے خرچے پورے کرتے ہو اور تم اپنے ان شہزادوں، لٹیروں، حکمرانوں اور عیاش لوگوں کو ٹیکس میں چھوٹ دیتے ہو، کبھی غریب کو دی ہے؟ ملک کو لوٹنے والی ایلیٹ ہے، وہ کسی بھی پارٹی کی ہو، ہر ایک پارٹی کے ملے جلے ہیں، ان کی فیکٹریوں ان کے کارخانوں ان کے قرضوں کو ٹیکس کی چھوٹ دے کر عوام کا پیسہ انہیں دے کر اکڑ رہے ہو کہ یہ تو ہمارا فیصلہ ہے۔

اپنے پیداواری وسائل آپ ضائع کریں اور پھر ملک چلانے کے لیے پیسہ چاہیے تو قرض پکڑ لو کبھی چین سے بھیک مانگتے ہیں، اسے کہتے ہیں جی قرضہ ری شیڈیول کر دو، کبھی قطر جاتے ہیں، کبھی عرب امارات جاتے ہیں، کبھی کسی کے پاس، کبھی کسی کے پاس۔ وہ آئی ایم ایف بھی شرط لگاتا ہے کہ اتنا قرضوں کا پہلے انتظام کرو پھر ہم تمھیں ایک ارب ڈالر دیں گے، کیا اس کو بجٹ کہتے ہیں؟ یہ ’’ذکر الرحمٰن‘‘ سے اعراض نہیں ہے تو اَور کیا ہے!؟ اس سے معیشت کے چاروں دائرے (پیدائش، تقسیم، تبادلہ اور صَرفِ دولت) تنگ ہوتے ہیں۔ یاد رکھئے! ان دائروں میں انسان کا کیا ہوا عمل دنیا میں بھی اس کے امور طے کرتا ہے اور قبر وحشر کے بعد جنت و دوزخ کے حوالے سے بھی اس کے معاملات طے پاتے ہیں۔ جیسے اعمال ہوں گے ویسے ہی نتائج ہوں گے۔ یہی ’’معیشۃ ضنکا‘‘ ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’قیامت کے دن انھیں اندھا کر کے اُٹھائیں گے‘‘۔

پاکستان میں معاشی غلامی کا پھیلتا ہوا دائرہ

حضرت آزادرائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

’’بجٹ آزاد قوم کا ہوتا ہے، غلام قوم کا کوئی بجٹ نہیں ہوتا۔ غلام قوم تو غلامی کے لیے پیدا ہوتی ہے۔ اس کا بجٹ بھی غلام، اس کے وسائل بھی غلام، اس کے استعمالات بھی غلام۔ غلام بجٹ سے کوئی قوم آزاد کیسے بن سکتی ہے؟ جسے قرضوں کی لت پڑ گئی، وہ اس کے نشے میں مبتلا ہے، تو اس کے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔ ہر آنے والی حکومت، خواہ وہ ’’اسلام پسندوں‘‘ کی ہو، ’’عوام پسندوں‘‘ کی ہو، ’’انصاف پسندوں‘‘ کی ہو یا کسی اَور پسند کی ہو، تمام حکومتوں نے قرضے چڑھائے ہیں۔ جب قرضوں کا حجم ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھ رہا ہو تو اس قوم کا بجٹ کیا ہوگا؟ دین بنیادی بات کہتا ہے کہ جو اس ذکر (قرآن حکیم)، اس انسانی عقل و شعور پر مبنی دینی نظام سے اعراض کرتا ہے، آنکھیں چراتا ہے، ان کے لیے ہم معیشت تنگ کر دیں گے، ان کا بجٹ بھی تنگ ہوگا۔

اب سب شور مچا رہے ہیں بھئی اتنا قرض اور سود ادا کرنے کے بعد جو بچ گیا ہے تو اس سے تو ملک بھی نہیں چل سکتا تو کہاں سے آئیں گے پیسے؟ وزیر خزانہ صاحب دھڑلے سے کہہ رہے ہیں کہ جی آئیں گے آ جائیں گے، ہمارے پاس بڑے اثاثے ہیں۔ کیا مطلب؟ قرضہ نہیں ملے گا تو ملک کے وہ قیمتی اثاثے زمینیں، ایئرپورٹس، ریلویز اور موٹرویز عالمی مارکیٹ میں بیچی جائیں گی؟ یعنی پہلے جو غلامی کی نوعیت تھی، اس کا درجہ مزید بڑھ جائے گا۔ اس کے درجات بڑھانے مقصود ہیں۔ یہ وہ تنگ معیشت ہے، ظلم کی معیشت ہے، انسانیت دشمنی کی معیشت ہے، سرمایہ پرستی کا وہ شیطانی قرین ہے، جو تم پر مسلط ہے۔ مسلمان جماعت اپنے ایمان و یقین کے ذریعے سے اپنی دنیا کی معیشت کو درست کرتی ہے۔ دنیا کا پیداواری عمل، دنیا میں تقسیم دولت کا عمل، دنیا میں تبادلہ دولت کا عمل، دنیا میں صرف دولت کا صحیح عمل اختیار کرتی ہے اور اس کا فائدہ دنیا میں بھی اٹھاتی ہے، قبر میں بھی اٹھائے گی اور جنت میں بھی اس کے نتائج ملیں گے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ’’سچے اور امانت دار تاجر کا معاملہ نبیوں اور صدیقین کے ساتھ ہوگا‘‘۔ (جامع الترمذی، حدیث:1209) کاشت کار کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ محنت کش جب درخت لگاتا ہے، کھیتی کاشت کرتا ہے اور اس سے جانور کھاتے ہیں، دانہ دنکا چگتے ہیں، لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو اس کے لیے جنت کا مقام ہے، اس کا صدقہ ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث:2320)

گویا ایسا پیداواری تقسیم دولت، تبادلہ دولت، صرف دولت کا وہ عمل جس میں نہ اسراف و تبذیر ہو اور نہ بخل اور تقتیر ہو، تو اس کے لیے آگے جنت میں بشارت دی ہے۔ یہی متقین لوگ ہیں یہی جنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا شعور بلند کرے! اہلیت اور صلاحیت پیدا کرے! ہمیں اپنے اہل حکمران منتخب کرنے اور بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے۔ دین کی شعور کی اساس پر اپنا سیاسی و معاشی نظامِ زندگی استوار کرنے کے لیے بلند شعور عقل بصیرت فہم عطا فرمائے‘‘۔ (آمین!)

www.rahimia.org

حضرت مولانا دین محمد وفائیؒ

سندھ دھرتی کے ایک اَور عظیم سپوت، محقق، ادیب، سوانح نگار، تاریخ دان، صحافی اور سیاسی، سماجی و عملی شخصیت حضرت مولانا دین محمد وفائیؒ کے تذکرے کے بغیر تحریک آزادی کا ذکر نامکمل ہے۔ آپؒ کی پیدائش گاؤں ''نبی آباد'' ضلع شکارپور سندھ میں ۲۹/ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ / 4/ اپریل 1894ء کو خلیفہ حکیم گل محمدؒ کے ہاں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے ہی حاصل کی۔ آپؒ کے والد محترم اپنے علاقے کے معروف عالم دین اور حکیم تھے۔ علاقے بھر میں ان کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ آپؒ کا تعلق بھٹی قبیلے سے تھا۔ ذہین اس قدر تھے کہ محض 12 برس کی عمر میں ہی فارسی زبان پر دسترس حاصل کر لی تھی۔ بعد میں لاڑکانہ کے قریب ''سونو خان جتوئی'' گاؤں کے ایک مدرسے سے مولانا غلام عمر جتوئیؒ سے عربی کی مزید کتب پڑھیں اور عربی زبان میں بھی مہارت حاصل کی۔ تعلیم کے بعد کراچی میں ''سندھ مدرسۃ الاسلام'' میں معلم کی حیثیت سے سفر کا آغاز کیا۔ کراچی میں قیام کے دوران ہی آپؒ کی شناسائی ان لوگوں سے ہوئی، جو وطنِ عزیز میں سیاسی اور سماجی حوالے سے متحرک تھے۔

1914ء میں رانی پور سندھ میں منتقل ہوئے اور وہاں درس و تدریس کی ذمہ داریاں نبھائیں۔ رانی پور میں قیام کے دوران قادیانی تحریک کے خلاف ایک رسالہ ''صحیفۂ قادریہ'' کے نام سے جاری کیا۔ 1916ء میں لاڑکانہ کے قریب ایک گاؤں ''ٹھلاہ شریف'' میں کچھ عرصہ قیام فرمایا۔ اس دوران بھی درس و تدریس سے ہی وابستہ رہے۔ یہیں قیام کے دوران ایک اَور ماہنامہ مجلّہ ''الکاشف'' کا اجرا فرمایا۔ اس دوران سندھ کی معروف دینی و علمی شخصیت سیّد رُشد اللہ شاہ راشدیؒ (جھنڈے وارو) سے آپؒ کا تعارُف ہوا۔

یہ دور ہندوستان کی تاریخ میں سیاسی اعتبار سے بہت گھما گھمی کا دور تھا۔ تحریکاتِ آزادی اپنے عروج پر تھیں۔ تحریکِ خلافت کا آغاز ہوتے ہی مولانا موصوف حضرت مولانا تاج محمود امروٹیؒ کی سربراہی میں اس کا حصہ بن گئے اور بڑا سرگرم کردار ادا کیا۔ سندھ دھرتی کا ہر باشعور حریت پسند اس تحریک میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہا تھا۔ اس دوران ایک اہم واقعہ یہ ہوا کہ سندھ میں تحریکِ خلافت کے زور کو توڑنے کے لیے انگریز سرکار نے خلافت کے خلاف اور شریف حسین کے حق میں فیض الکریم کے ذریعے ایک رسالہ لکھوایا۔ اس پر سندھ کے گدی نشینوں سے تائیدی دستخط کروائے گئے اور اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ کروا کر ملک کے متعدد حصوں میں تقسیم کروایا۔ اس رسالے کے جواب اور تحریکِ خلافت کے حق میں مولانا دین محمد وفائیؒ نے اپنی تقاریر اور قلم کے ذریعے جہاد کیا اور سکھر سے نکلنے والے ایک رسالے ''الحق'' میں مضامین تحریر کیے۔ تحریکِ ریشمی رومال کے ایک اہم کردار مولانا تاج محمود امروٹیؒ نے بھی اس رسالے کے جواب میں ''اظہارِ کرامت'' کے نام سے رسالہ لکھا اور 1920ء میں ہی لاڑکانہ میں ہونے والی خلافت کانفرنس میں تقسیم کروایا۔ اسی کانفرنس کے بعد ہی حضرت امروٹیؒ کو جمعیت علمائے سندھ کا سربراہ مقرر کیا گیا۔ یہ ذمہ داری بھی آپؒ نے بہ خوبی سرانجام دی۔ اس پوری مہم میں مولانا موصوفؒ ان کے ساتھ برابر کے شریک رہے۔ تحریکِ خلافت اور تحریکِ ترکِ موالات کے علاوہ متعدد قومی و سیاسی تحریکات میں آپؒ نے بھرپور کردار ادا کیا۔

1920ء میں جب آپؒ کراچی میں مقیم تھے تو مارچ 1920ء میں روزنامہ ''الوحید'' میں نائب مدیر کی حیثیت سے مقرر ہوئے۔ 1923ء میں اپنی زیرِادارت ماہنامہ ''توحید'' جاری کیا اور صحافتی میدان میں سرگرم ہوگئے۔ آپؒ کے لکھے گئے مضامین میں سوانح، تاریخ، سیاست اور ادب بہت نمایاں ہیں۔ 1927ء میں سیّد حزب اللہ شاہ راشدیؒ کی سرپرستی میں سکھر سے ہفتہ وار رسالہ ''الحزب'' جاری کیا۔ چند نامساعد حالات کی وَجہ سے رسالہ ''توحید'' بند ہوگیا تھا، جس کو بہت تگ و دو کے بعد 1933ء میں موصوفؒ نے دوبارہ جاری کیا، جو کہ تاحیات جاری رہا۔ آپؒ کی تحاریر اور مضامین کی وَجہ سے تحریکِ آزادی میں جان آ گئی۔ آپؒ کی تجزیاتی صلاحیت کی بدولت قاری بہت جلد آپؒ کے مؤقف کا معترف ہوجاتا تھا۔ یہ بات انگریز سرکار کو گوارا نہیں تھی، اس لیے انھیں مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا، لیکن آپؒ کے پایۂ استقلال میں لغزش نہیں آئی، بلکہ زیادہ مستقل مزاجی سے اپنا حریت و آزادی سے بھرپور سفر جاری رکھا۔

7/ مارچ 1939ء کو جب امامِ انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ حجازِ مقدس سے ہندوستان تشریف لائے تو مولانا وفائیؒ اُن کے دامنِ تربیت سے وابستہ ہوگئے۔ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے افکار و نظریات کی ترویج میں امامِ انقلابؒ کا ساتھ دیا۔ ''سندھ ساگر پارٹی'' میں بھی پیش پیش رہے۔ ولی اللّٰہی علوم و معارف حضرت سندھیؒ سے سیکھے۔ اس دوران بھی آپؒ کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

شہید اللہ بخش سومروؒ کے جاری کیے ہوئے روزنامہ ''آزاد'' کی ادارت میں بھی اپنا صحافتی کردار ادا کیا۔ 1940ء میں سندھی زبان کی ترقی کے لیے ایک مرکزی مشاورتی بورڈ قائم ہوا تو اس کی 15 رُکنی ٹیم کے اہم رُکن کی حیثیت سے کام کیا۔ اسی بورڈ کی سفارشات کے نتیجے میں ہی ''سندھی ادبی بورڈ'' کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ سندھی زبان کی لغت تیار کرنے میں بھی آپؒ نے اہم کردار ادا کیا۔ آپؒ 1949ء میں تعلیمی نصاب کی تیاری کے لیے بنائی جانے والی کمیٹی کے اہم رُکن تھے۔

مولانا دین محمد وفائیؒ نے لاتعداد مضامین اور تقاریر کے ساتھ ساتھ 60 کے قریب کتب بھی تحریر فرمائیں۔ شاعری میں وفائیؔ تخلص کرتے تھے۔ ان کی شاعری میں قومی شعوری رنگ نمایاں تھا۔ دیگر بہت ساری کتب کے علاوہ سندھ کی تاریخی، علمی، سیاسی اور سماجی شخصیات پر آپؒ کی مایہ ناز کتاب ''تذکرہ مشاہیر سندھ'' اپنی مثال آپ ہے۔ آپؒ کا انتقال ۲۳/ جمادی الاخریٰ ۱۳۶۹ھ / 10/ اپریل 1950ء کو سکھر میں ہوا۔ سکھر کے ہی آدم شاہ قبرستان میں آپؒ آسودۂ خواب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان ذاتِ قدسی صفات کے فکر و عمل کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین!)

www.rahimia.org

تأثرات

ایک سفر رحیمیہ کے نام

ایم اشفاق خٹک، میانوالی

سال کا آخری ماہ دسمبر شروع ہوتے ہی جہاں ہر طرف شور غل ہوتا ہے کہ سال جانے کو ہے، ارے جی زندگی کا ایک اَور سال اختتام کو پہنچا، سرکاری و نجی محکمے اپنی کلوزنگ اور بیلنس شیٹ تیار کرتے ہیں، سالانہ آمدنی، خرچ اور بجت کے گوشواروں پر نظر ثانی کی جاتی ہے اور کمپنیز اپنے اثاثوں کی بنیاد پر خود کو تیار کرتی ہیں، مستقبل کے اہداف کے لیے اور منازل طے کرتے ہیں، وہاں ہم فکر اور نظریاتی ہم آہنگی کے حاملین صالح سوچ رکھنے والے سُچے موتیوں میں کچھ ان الفاظ کا دور اور گردان شروع ہو جاتی ہے کہ سر کیا پلان ہے؟ سر کب سے کب تک قیام ہے؟ ٹرین سے جائیں گے یا بائے روڈ؟ ہم نے ٹرین پر جانا ہے، آپ بھی بتایئے گا بکنگ کرا لیں گے؟ جی ہاں یہ تفتیش ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور کے زیر اہتمام دورہ تفسیر قرآن پاک پر جانے کے لیے ہوتی ہے۔

یہ ادارہ ایک عظیم تاریخی تسلسل رکھنے والا علمی فکری ادبی تحقیقی مرکز ہے، جو کہ خانقاہِ رائے پور کے بزرگ اور مشائخ کی فیوضات کے زیرِ سایہ وقت کے ساتھ ساتھ اپنے اہداف طے کر رہا ہے یعنی 1۔ نوجوانوں کی تربیت، 2۔ کالج اور مدارس کے فاضلین کے درمیان ربط، 3۔ اسلام کو بہ طورِ دین سمجھنا اور سمجھانا، 4۔ اسلامی اصولِ معاشیات، اصولِ عمرانیات، اصولِ سماجیات، قومی و بین الاقوامی اصولِ سیاسیات، 5۔ تاریخ کے اسباق اور اجتماعی بنیادوں پر نتائج، 6۔ تزکیۂ نفس کے لیے سلوک کے حوالے سے رہنمائی، 7۔ ذکرُ اللہ کرنا کرانا اور اس کی اہمیت، فوائد و ثمرات اور اثرات کا علم دینا، اور اس کے علاوہ بھی ہر اس بات کی رہنمائی ملتی ہے، جو انسان کی انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی سے متعلق ہے۔

اس ادارہ کی سربراہی خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے موجودہ مسند نشین حضرت اقدس مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری کرتے ہیں، جو کہ خود دور کے معروضی حالات کے تناظر میں سوسائٹی کے سماجی مسائل کے حل پر بڑی گہری نظر رکھتے ہیں۔ آپ معاشیات کے علوم پر بھی کمال دسترس رکھتے ہیں اور اس کے علاوہ قرآنی تفاسیر، احادیث کے ذخائر اور بزرگوں کے سوانح کے حوالے سے ایک علمی مقام رکھتے ہیں۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ حضرت اقدس کی زندگی میں برکتیں دے اور آپ کے علمی ادبی فیض کو عمل کی نیت سے اپنانے کی توفیق دے۔ آمین!

ادارہ رحیمیہ میں مدارس کے طلبا، کالجیٹس، گریجویٹس، علما، قرا حضرات اور زندگی کے ہر شعبے اور ادارے سے تعلق رکھنے والے افراد کی تربیت کے سلسلے میں اوپن یونیورسٹی کے طرز پر ورک شاپس، سیمینارز اور کلاسز کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ وہاں سال بھر میں ایک دفعہ ''دورۂ تفسیر قرآن حکیم'' کا انعقاد کیا جاتا ہے، جس میں پورے ملک سے نامور حضرات، پروفیسرز، ڈاکٹرز، مفتی صاحبان قرآن پاک کی سورتوں کے موضوعات پر تفاسیر بیان کرتے ہیں، جن میں اسیر مالٹا حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کا فہم، امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی بصیرت، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا فیض اور امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تحقیق شامل ہوتی ہے۔

اسی سلسلے میں اس سال 2022ء میں 7 دوستوں کے ہمراہ راقم الحروف نے بھی اس دورۂ تفسیر میں شرکت کا پروگرام بنایا۔ میانوالی، کندیاں اور علّو والی کے دوستوں کے ساتھ یہ سفر بڑا یادگار رہا۔ ہم نے ٹرین کے ذریعے سفر کیا۔ کندیاں سے دوست میرے لیے رات کا کھانا اپنے ہمراہ لائے، جس میں دال اور روٹی تھی۔ میں نے بسم اللہ سے کھانا کی ابتدا کی اور الحمدللہ کہہ کر ختم کیا۔ اب دوستوں نے مختلف موضوعات پر گفتگو کی، جن میں مہنگائی، کرپشن دھوکہ، فراڈ جیسے سنجیدہ موضوعات، جب کہ مزاح اور چٹکلے بھی تھے۔ بالآخر ہم لاہور ریلوے سٹیشن پہنچ گئے۔ وہاں سے چند قدم کی مسافت پر موجود سپیڈو بس سروس سٹینڈ پر پہنچے، جس نے ہمیں 20 روپے فی کس کے حساب سے وارث روڈ چوک پر اُتارا۔ بس سے اُتر کر تھوڑا پیدل چل کر ہم خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور اور رحیمیہ انسٹیٹیوٹ آف قرآنک سائنسز میں پہنچے۔ اس سے قبل ہم نے بڑے حضرت شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے مرقد پر حاضری دی اور سورہ فاتحہ کا تحفہ پیش کیا۔ اس کے بعد ادارہ میں داخل ہو کر اپنی رجسٹریشن کرائی۔ پھر خود کو تربیت کے ماحول میں پیش کیا۔ ہم نے تین راتیں اور چار دن قیام کیا، جس میں شیڈول درجِ ذیل تھا:

صبح نمازِ فجر، پھر چائے وغیرہ، اس کے بعد ادارہ کے بزرگ حضرات سے استفادہ (براہِ راست سوال و جواب کی نشست)، پھر تفسیر کی کلاس، اس کے بعد ناشتہ، پھر تفسیر کی کلاس، پھر نمازِ ظہر، پھر فقہی مسائل کی کلاس۔ اس کے بعد پھر تفسیر کلاس، پھر عصر کی نماز۔ اس کے بعد چائے، پھر حضرت اقدس مفتی شاہ عبدالخالق صاحب سے استفادہ، اس کے بعد نمازِ مغرب، پھر ذکرِ نفی اثبات (لا الٰہ الا اللہ) اور ذکرِ اسمِ ذات (اللہ)، پھر کھانا اور ساتھ میں قہوہ، پھر تفسیر کی کلاس۔ یوں یہ سلسلہ صبح نمازِ فجر کے بعد سے لے کر عشاء کی نماز کے بعد آخری تفسیر کی کلاس کے ساتھ مکمل ہو جاتا۔ سب سونے کو جاتے اور پھر صبح ایک نئے ارادے سے یہ روٹین دوبارہ شروع ہوتی۔ ہمارا قیام جمعہ کے دن تک تھا۔ جمعہ کے دن فجر سے ظہر تک کوئی تفسیر کی کلاس نہیں ہوتی، بلکہ سوا بارہ بجے سے بڑے حضرات مولانا مفتی محمد مختار حسن اور مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی وغیرہم کے جمعہ کے خطابات ہوتے ہیں۔ اس کے بعد جمعہ کی اذان، عربی خطبہ اور پھر نمازِ جمعہ کے بعد حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ کا بیان ہوتا ہے۔

یہ تربیتی دورہ بڑا یادگار رہا اور اس کی یاد ماہِ رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ/2023ء میں دوبارہ ادارے میں حاضری پر اس لیے بھی تازہ ہو گئی کیوں کہ رمضان میں بھی یہ باغِ تربیت پورے ملک سے آنے والے نوجوانوں، بچوں، بزرگوں، کالج اور مدارس کے طلبا اور اساتذہ کے لیے قیامِ رمضان اور تفسیر قرآن مجید کا اہتمام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اس پُرفتن دور میں صحیح اور سچے انبیا کے وارثین علمائے حق کی توجہ اور صحبت نصیب فرمائے۔ (آمین!)

Monthly RAHIMIA Lahore CPL No. 59

منظوم کلام

از ڈاکٹر وارث مظہری (18 اپریل 2023ء)

حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ

مطلعِ ہند پہ یہ کون ستارہ چمکا — خیمۂ ظلمتِ شب خیز ہوا زار و زبوں

بزمِ افکار تھی افسردہ و بے مایہ و تار — ضو فشانی کو اُتر آیا چراغِ گردوں

جامِ جمشید نما تیرے تصور کی چمک — ناوک اندازِ فلک تیرے تخیل کا فسوں

عشقِ آوارہ کو زنجیر کرے عقل تری — عقلِ بے باک کو نخچیر کرے تیرا جنوں

حضرتِ قدس کی غماز تری چشمِ خیال — در ناسفتہ نبوی ترے دل میں مخزوں

''حجۃ اللہ'' میں تشریع کی حکمت پنہاں — ''فوز'' و''انصاف'' میں تنزیل کا درِ مکنوں (1)

تیرا ہر نکتہ حکیموں کے تفکر سے پرے — تیری ہر بات فقیہوں کے تفقُّہ سے فزوں

اِک نظر دیکھ، ہے کیا اُمتِ مرحوم کا حال — کفر ایمان کے خیمے پہ ہے مارے شب خوں

اے کہ تیرے نفسِ گرم سے شعلوں میں لپک — اے کہ تیری نگہِ پاک دل و جاں کا وضو

تیرے الفاظ میں پوشیدہ جہانِ معنی — تیرے معنوں میں نہاں فکر و نظر کے لولو

تیری تقریر میں ہے لذتِ صہبائے حجاز — تیری تحریر میں ہے خاکِ حرم کی خوشبو

ہے فقیروں پہ ترے بالِ ہما کا سایہ — تیری درویشی میں ہے شاہ گری کا پہلو

نہ رہا قیس کوئی، ہند کے صحراؤں میں — اشکِ خوں رنگ سے نم دیدہ ہے چشمِ آہو

یک نظر بارِ دِگر ! ساقی دل دار بیا — خواب آلودہ شود دیدۂ مے خوار بیا

(1) ''حجۃ اللہ البالغۃ''، ''الفوز الکبیر'' اور ''الانصاف فی سبب الاختلاف'' امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی مشہور کتابوں کے نام ہیں۔

دینی مسائل

اس صفحے پر قارئین کے سوالات کے جوابات دیے جاتے ہیں!

از حضرت مفتی عبدالقدیر شعبۂ دارالافتا ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

سوال 1 کیا حج پر جانے والا- جو کہ مسافر ہے-اس پر قربانی کرنا واجب ہے؟

جواب: جو حاجی مسافر ہو، مکہ مکرمہ میں مقیم نہ ہو، اس پر عیدالاضحیٰ کی قربانی واجب نہیں۔ اگر مقیم ہے اور صاحبِ نصاب ہے تو واجب ہے۔ (معلم الحجاج،ص:190، مکتبہ بشریٰ، کراچی)

سوال 2 حج کے دوران چند اُمور پر رہنمائی درکار ہے:

سوال: (1) کیا پہلے استلام کے بعد ہاتھوں کو چومنا چاہیے؟ ایسے ہی ہر استلام کے بعد ہاتھوں کو چومنا کیسا ہے؟ جواب: پہلی دفعہ استلام میں ہاتھ کانوں تک اُٹھا کر ''بسم اللّٰہ، اللّٰہ أکبر'' کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کی پشت کو اپنے چہرے کی طرف اور ہتھیلیوں کو حجرا سود کی طرف کرے اور ہاتھوں کو چوم لے۔ پھر دوسرے چکر میں ہاتھ کانوں تک نہیں اُٹھائے جائیں گے، بلکہ صرف ہاتھوں کا اشارہ حجرا سود کی طرف رہے اور ہتھیلیوں کو بوسہ دینا (چومنا) مستحب ہے۔ (معلم الحجاج،ص:147)

سوال (2) ایک طواف میں (جس کے بعد سعی بھی کرنی ہو) کتنی بار حجرِ اسود کا استلام کرنا ہے؟ جواب: آٹھ استلام دو رکعت طواف سے پہلے ہیں اور نواں استلام سعی سے پہلے کرنا مستحب ہے۔ (معلم الحجاج،ص:156-139)

سوال: (3) کیا سعی کے بعد بھی 2 نفل پڑھنے چاہئیں؟ جواب: سعی کے بعد دو رکعت نمازِ نفل مسجدِ حرام میں مطاف کے کنارے پر پڑھنا مستحب ہے۔ (ص:158)

سوال (4): کیا حالتِ احرام میں محرم کسی کا، یا اپنا سر مونڈ سکتا ہے؟ جواب: اگر حج وعمرہ کے فرائض وواجبات پورے کر لیے گئے ہیں تو جائز ہے، اس سے کوئی جزا واجب نہیں ہوگی۔

سوال (5): اگر نوافل کا وقت نہ ہو، مکروہ وقت ہو، تو کیا طواف کے نفل سعی کے بعد سر منڈوا کر ادا کیے جا سکتے ہیں؟ یا پہلے نوافل پڑھنا ضروری ہیں؟ جواب: نوافل سعی کے بعد مستحب ہیں، تو سعی کے بعد سر منڈوا کر بھی پڑھ سکتے ہیں، البتہ طواف کے نفل واجب ہیں، وہ تو سعی سے پہلے پڑھنا ضروری ہیں۔ طواف کے بعد دو رکعت پڑھ کر پھر سعی کی جائے۔

بقیہ پلان بی بجٹ 24-2023ء گزشتہ سالوں میں اندرونی اور بیرونی قرضوں پر سود کی ادائیگی 73 کھرب روپے ہوگی، جس میں 64 کھرب ملکی بینکوں اور مالیاتی اداروں کا ہے۔ اس کے علاوہ 53 کھرب صوبوں کو دے دیا جائے تو متوقع ملکی آمدنی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد کا خرچ 76 کھرب روپے قرض لے کر کیا جائے گا، جس میں قابلِ ذکر اخراجات میں دفاع: 18 کھرب روپے، انتظامیہ: 15 کھرب، ترقیاتی اخراجات: 11 کھرب، پنشن: 8 کھرب، سبسڈی: 11 کھرب، مقامی امن وامان: 2 کھرب، تعلیم: 1 کھرب اور صحت: 0.24 کھرب شامل ہے۔

مدیرِ اعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع وناشر نے اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ ''رحیمیہ'' رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئینز روڈ لاہور سے جاری کیا۔